ممبران کیلئے

لیبر ایجوکیشن

LEF

مارچ 2011ء | لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ماہانہ نیوز لیٹر | اشاعت نمبر 67

اس شمارے میں

- ☆ اداریہ
- ☆ قارئین کے خطوط
- ☆ کارکنوں کے لئے ضابطہ اخلاق
- ☆ نوجوانوں کی سمت
- ☆ پی ٹی سی ایل آل ٹریڈ یونین کانفرنس رپورٹ
- ☆ گھریلو مزدور استحصال کا شکار
- ☆ 2009-10ء پنجاب میں یونین رہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ عروج پر رہا
- ☆ 24 دستانے سیدھے کرنے کی اجرت صرف 1 روپیہ ملتی ہے
- ☆ معاشی استحکام ہی خواتین کو فیصلہ سازی میں شامل کرسکتا ہے
- ☆ مطالبات نہ ماننے کی صورت میں بیداری مزدور تحریک کا آغاز کیا جائے گا

رابطہ
لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن
25-A ڈیوس روڈ، لاہور
فون: 042-36303808 فیکس: 042-36271149
ای میل: lef@lef.org.pk ویب سائٹ: www.lef.org.pk
کراچی آفس: کمرہ نمبر 404، مشرق سنٹر، بلاک نمبر 14 گلشن اقبال، کراچی
فون: 021-7075324

اداریہ

افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں تبدیلیوں کی لہر کا محنت کش طبقے کو درس

افریقی ملک تیونس سے شروع ہونے والی تبدیلی کی لہر مصر اور لیبیا کو متاثر کرتے ہوئے مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ ان ممالک میں اردن، یمن اور بحرین شامل ہیں۔ ان کے حالات تقریباً ملتے جلتے تھے۔ تادم تحریر تیونس اور مصر پر سالوں سے مسلط آمریتوں کو اس کے انجام سے دوچار کر چکی ہے۔ دیگر ممالک میں کہن سالہ آمریتوں کی بنیادیں ہلائی جارہی ہیں۔ یہ وہ ممالک ہیں جن میں سے اکثر آمریتیں ہیں۔ یہ ملک قومی آزادی کے ابھار کے نتیجے میں آئے اور عرب نیشنلزم پر کام کیا۔ یہ ممالک سامراج مخالف اور غیر جانبدار تحریک کا حصہ تھے۔ مصر کا شمار تو غیر جانبدار تحریک کے بانی ممالک میں ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر ممالک صنعتوں کو قومیانے اور پبلک سیکٹر کا حکومت کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے عوام کو بعض مراعات دینے کے قابل ہوئے جن میں تعلیم اور صحت وغیرہ کی سہولیات قابل ذکر ہیں۔ اپنے ممالک میں یہ جمہوری اقدار اور ہر قسم کی مخالفت کو کچلنے میں بھی طاق ہوتے چلے گئے۔ سوشلسٹ بلاک کے خاتمے کے بعد ان تمام ممالک نے غیر جانبداری کا نقاب بھی اُتار پھینکا اور تقریباً ربع صدی سے مکمل طور پر سامراجی عزائم کے مقامی آلہ کار حکمران اپنے ممالک میں قبر کی سی خاموشی طاقت کے زور پر قائم کی ہوئی تھی۔

سرمایہ داری کے عالمی بحران کے اثرات دنیا بھر میں مختلف صورتوں میں اظہار کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں تحریکوں کی ایک بڑی لہر نے جنم لیا۔ جس کا ایک اظہار لاطینی امریکا میں نظر آتا ہے جسکی قیادت بائیں بازو کی قوتیں کر رہی ہیں۔ عرب ممالک میں اٹھنے والی تحریکیں اپنے اندر بہت سارے امکانات لیے ہوئے ہیں۔ کم از کم جمہوری اقدار اور جمہوری اداروں کا قیام ان کا پہلا پڑاؤ تو ضرور ہوگا۔ ان تحریکوں کے اثرات لامحالہ طور پر پاکستان سمیت خطے کے تمام ممالک پر ہونا ناگزیر ہیں۔ لوگوں میں غصے اور بے چینی کا اظہار چھوٹی چھوٹی لڑاکا تحریکوں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ جیسے پاکستان میں PTCL, KESC اور PIA وغیرہ میں نظر آیا ہے۔

ہمارے جیسے ممالک میں فوج، جاگیردار اور سرمایہ دار پوری طرح ریاست پر حاوی ہیں۔ عوام کی جمہوری تحریک کو کچلنے کے لیے ایک طرف ریاستی جبر کا سہارا لیے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ملاؤں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ منصوبہ بند طریقے سے تقویت پہنچا کر عوام میں رجعتی خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ عوام کی جمہوری اور طبقاتی جدوجہد کو کند کیا جاسکے۔ اس وقت ان ممالک میں اٹھنے والی تحریکیں ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ محنت کشوں کے حقوق کے لیے لڑنے والی تحریکوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ خود کو تنظیمی اور نظریاتی طور پر منظم اور مضبوط کریں۔ اس بحرانی کیفیت میں اٹھنے والی عوامی لہر جاگیرداروں، سرمایہ داروں، ریاستی گماشتوں، نسل پرستی پر مبنی سیاست کرنے والوں اور مذہبی تنظیموں کے چنگل سے بچا کر منطقی انجام یعنی محنت کشوں کے راج کی جانب لیجانے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔

قارئین کے خطوط

فیکٹری سے نکالے گئے محنت کشوں کی اُجرت کی ادائیگی کی جدوجہد کامیاب ہوئی

ٹیکس کاٹ انٹرنیشنل (پرائیویٹ لمیٹڈ) کا پتہ کاچھا گاؤں سے تقریباً 3 کلومیٹر دور جنگو پھاٹک کے قریب واقع ہے۔ اسے قائم ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔ اس فیکٹری میں تقریباً 600 ورکرز کام کر رہے ہیں۔ اس میں فنگ بیڈ شیٹ ہال، میڈیکل اوور کوٹ ہال چار عدد سٹیچنگ ہال، 2 عدد فنشنگ ہال، جنرل گارمنٹس ہال (کٹ ٹو پیک) کے ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں۔

دس سال سے نا تو تنخواہ کبھی لیٹ ہوئی تھی اور اوور ٹائم ڈبل تھا لیکن پچھلے دو سال سے نہ تو تنخواہ وقت پر ملی تھی اور اوور ٹائم بھی سنگل دیا جانے لگا۔ دو ماہ پہلے ڈیلی ویجز مزدوروں کو فارغ کر دیا گیا تھا۔

29 جنوری کو ان مزدوروں کو بغیر کسی نوٹس کے فارغ کر دیا گیا اور کہا گیا کہ جب ہمارے پاس رقم آئے گی آپ کو تنخواہ دے دی جائے گی۔ مزدوروں کو دو ماہ سے سیلری نہیں ملی تھی۔ اس لئے مزدوروں نے منت سماجت کی مگر ایڈمن منیجر نے کہا کہ فیکٹری سے باہر نکل جاؤ اور چوکیدار کو کہا کہ انکو اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جس پر راشد خاں، حسن، شکیل خاں، عمران گل اور علی (ڈبلیو آئی پی) نے لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے موبلائزر ڈاکٹر سلامت گل سے رابطہ کیا۔ جس پر لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے نمائندے ٹیکس کاٹ فیکٹری کے ایڈمن منیجر محمود سے بات کی اور بات چیت کا وقت لیا۔ یکم فروری کو تقریباً آدھا گھنٹہ کی بات چیت کے بعد 35 ورکرز کو لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی وجہ سے ٹیکس کاٹ انٹرنیشنل نے تنخواہ دے دی۔

سلامت گل

☆☆☆

مہنگائی کا بم

آپ کے رسالہ کے توسط سے میں اپنی پریشانی کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔ اکثر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھانے کا بم محنت کش طبقہ پر گرا دیا جاتا ہے۔ اس بم کی تباہ کاریوں سے پاکستانی محنت کش طبقہ لرز اٹھتا ہے۔ اس بم کے اثرات سے مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ سبزیاں دالیں، آٹا، چینی، گھی کی قوت خرید عام محنت کش کی جیب سے دوگنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ ادویات، علاج اس کی پہنچ سے دور ہو جاتی ہیں۔ پٹرول 7.23، ڈیزل 7.76 اور مٹی کا تیل 7 روپے لیٹر مہنگا، لائٹ ڈیزل 6.60، ہائی آکٹین 8.50، سی این جی 1.55 روپے فی کلو مہنگی کر دی گئی ہے۔ یہ وزارت پٹرولیم کے ذریعے گرایا جا سکتا ہے تاکہ 7000 روپے ماہانہ (نہ ملنے والی) تنخواہ کے عوض لوگوں کا خون نچوڑا جا سکے۔ اور ایک بھی غریب زندہ نہ بچے۔ سب کے لئے تعلیم مفت نعرہ کے تحت کوئی بھی بچہ سکول نہ جا سکے۔ اس کا اثر زیادہ عورت پر پڑے گا ایسی ہستی ہوگی جو چاروں شانے چت زیر کی جائیگی۔ ان کے حقوق کے لیے 2 قوانین حکومت نے پاس کیئے۔ لیکن ان کی ترقی کو روکنے کا بہترین ذریعہ بھی اس کے پالیسی سازوں نے نکال لیا۔ تعلیم سے دور یہ ہوں گی۔ نوکری نہیں کر سکیں گی۔ صحت ان کی تباہ ہوگی چونکہ علاج اور ادویات مہنگی سے مہنگی ہوں گی۔ ہوم بیسڈ ورکر کی تعداد بڑھے گی۔ کم اجرت پر گھر گھر کام ہوگا۔ اپنے پیاروں سے ملنے کا دکھ سکھ میں شامل ہونے کا رجحان ختم ہو جائیگا۔ کیونکہ معیشت کا پہیہ پٹرولیم مصنوعات کے گرد گھومتا ہے۔ جب یہ ہی نہیں ہوگی تو یہ سارے کام کیسے چلیں گے؟ گیس تو ملتی نہیں۔ اب مٹی کا تیل بھی گھروں کے باورچی خانوں سے اور دور کر دیا گیا ہے۔ تو نہ کھانا پکے گا نہ لوگ پیٹ بھریں گے۔ نہ تعلیم، نہ صحت ہوگی، نہ علاج ہوگا۔ تو پھر غریب ختم نہیں ہوں گے تو اور کیا ہوگا۔ حکومتی پارٹی کا ایجنڈا کامیاب ہوگا۔ مذہبی جماعتوں کا کاروبار چمکے گا؟ صبر اور جنت کی تلقین اور محنت کا لکھا سمجھانے میں آخر کار انہیں لوگوں نے ہی کام کرنا ہے۔ تو غریب کو جنت نہیں ملے گی۔ آج یہ جماعتیں کہاں ہیں۔ ان کے لمبے لمبے جلوس اور تقریریں کدھر ہیں؟ لیکن نہیں۔ ان پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ یہ تو سرمایہ دار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لمبی گاڑیاں، بڑی کوٹھیاں، بیرون ممالک بچوں کی تعلیم اور اثاثے انہیں ایسے ہزاروں بم بھی چلیں کیا فرق پڑتا ہے۔

ان چیزوں کا حل بھی موجود ہے۔ مگر جب یہ طبقے خود سے اس طرف نہیں جائیں گے۔ تبدیلی کے عمل میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے۔ اس طرح کے خاموش ایٹم بم اور بھی بہت سے طریقوں سے ان پر گرنے والے ہیں۔ نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے۔ ان پارٹیوں کی پالیسیوں کو محنت کشو: سمجھو اور اپنے طبقہ کے حقوق کی جدوجہد کے لئے سڑکوں پر نکلو۔

نازلی جاوید

☆☆☆

قارئین کے نام پیغام

لیبر ایجوکیشن آپ کا اپنا نیوز لیٹر ہے اسے بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اپنی تجاویز ارسال کیجئے۔ اس کے علاوہ اگر آپ اپنی سرگرمیوں کی رپورٹس شائع کروانا چاہیں یا سیاسی سماجی و معاشی حالات کے بارے کچھ لکھنا چاہیں۔ لیبر ایجوکیشن آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔ ادارہ

جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کو ہرگز برداشت نہ کیا جائے

”عورتوں کو کام کی جگھوں پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون 2010ء“

آشا سماجی تنظیموں کا ایک ایسا اتحاد ہے جس نے کام کی جگہ پر اور عام پبلک مقامات پر جنسی ہراساں کرنے کے واقعات کی روک تھام کیلئے ایک قانون منظور کروایا ہے اس بارے نیوز لیٹر میں اپنے قارئین کو معلومات پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(قسط نمبر 4)

نا قابل قبول رویہ

(2) جنسی طور پر ہراساں کرنے کے رویے کی وضاحت شق (i) 1 میں کی گئی ہے:

کوئی بھی نا خوشگوار جنسی تعلق، جنسی میلان کی استدعا کرنا یا کوئی زبانی یا تحریری مراسلت یا جنسی نوعیت کے عملی اقدام یا جنسی تذلیل جیسا رویہ مراد ہے جو کام کی انجام دہی میں مداخلت کا سبب بنے یا خوفناک، مخالفانہ یا جارحانہ ماحول پیدا کرے یا مذکورہ تقاضہ پورا کرنے پر مستغیث کو سزا دینے کی کوشش کرنا یا ملازمت کو اس فعل سے مشروط کرنا ہے؛ یہ مقامات کار یعنی کام کرنے کی جگہ پر نا قابل قبول رویہ ہے اور اس میں وہ رابطے بھی شامل ہیں جو دفتری کام یا سرگرمی کے سلسلے میں دفتر سے باہر کیے جائیں۔ یہ تمام چیزیں اس ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ضمیمہ 1 دیکھئے۔

(3) اداروں کی انتظامیہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اس ضابطہ اخلاق کو اپنے مقام کار کی پالیسی کا حصہ بنائے جیسا کہ شق 1 (ایم) میں کہا گیا ہے۔

انتظامیہ کی ذمہ داریاں

(4) انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق کو اس کے الفاظ اور روح کے مطابق نافذ کرنے کی ذمہ دار ہوگی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کی ہر شکایت پر ذمہ دارانہ طریقے سے کارروائی ہو سکے۔ انتظامیہ اس عمل کے دوران غیر جانبدار ہوگی اور کسی جوابی کارروائی کے بغیر منصفانہ تحقیقات کرائے گی۔ انتظامیہ اس معاملے میں شکایت کنندہ اور گواہوں کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کرے گی۔

تحقیقاتی کمیٹی کا قیام

(5) ادارہ اس ضابطہ اخلاق کے تحت ایک مستقل تحقیقاتی کمیٹی قائم کرے گا۔ کمیٹی تین اراکین پر مشتمل ہوگی جن میں سے کم از کم ایک رکن عورت ہوگی۔ ایک رکن سینئر انتظامیہ سے ہوگا اور جہاں سی بی اے (CBA) موجود نہ ہو تو ملازمین کا سینئر نمائندہ یا کوئی سینئر ملازم ہوگا۔ ایک یا زائد اراکین کو ادارے کے باہر سے شریک رکن کے طور پر شامل کیا جائے گا بشرطیکہ آرگنائزیشن متذکرہ بالا طور پر بیان کردہ تین ارکان کو نامزد کرنے کے قابل نہ ہو۔ چیئر پرسن ان سے نامزد کیا جائے گا۔

(6) اگر شکایت تفتیشی کمیٹی کے کسی رکن کے خلاف دائر کی جائے تو اس مخصوص معاملے کے لیے اس رکن کی بجائے کسی دوسرے رکن کو مقرر کر دیا جائے گا۔ مذکورہ رکن آرگنائزیشن میں سے یا باہر سے ہو سکتا ہے۔

مجاز اتھارٹی کا تعین

(7) انتظامیہ کو چاہیے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد کے لئے مجاز اتھارٹی کا تعین کرے جیسا کہ قانون میں تجویز کیا گیا ہے۔

اس مسئلے کے بارے میں کارکنوں میں آگہی پیدا کرنا اور ان کی تعلیم:

(8) انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق کی کاپیاں انگریزی میں اور ان زبانوں میں جو زیادہ ملازمین سمجھ سکتے ہیں۔ ادارے میں اور مقامات کار پر اس قانون کے نافذ العمل ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر نمایاں طور پر آویزاں کرے گی۔

(9) انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق اور مقامات کار پر جنسی طور پر ہراساں کرنے کے نتائج کے بارے میں اپنے ملازمین میں آگہی پیدا کرنے کے لئے اجلاس منعقد کرے گی۔

انتظامیہ کی محتسب کی جانب ذمہ داریاں

(10) حکومت جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے واقعات کے لئے محتسب کا دفتر قائم کرے گی۔ کوئی بھی کارکن محتسب سے درخواست کر سکتا ہے اگر وہ یہ محسوس کرے کہ اس کے معاملے کی منصفانہ سماعت اس کے ادارے کے اندر ممکن نہیں ہے۔ انتظامیہ کو محتسب کی طرف کئے جانے والے تمام سوالات کا جواب دینا ہوگا۔ اگر کسی صورت میں کوئی کارکن براہ راست محتسب کے پاس شکایت دائر کرتا ہے یا تحقیقاتی کمیٹی کی کارروائی سے نا مطمئن ہو کر محتسب کے پاس اپیل دائر کرتا ہے تو انتظامیہ محتسب کے فیصلے کی پابند ہوگی۔

☆☆☆

نوجوانوں کی سمت

تحریر: پیٹر کروپاٹکن   مترجم: مشتاق علی شان   پہلا حصہ

آج میں نوجوانوں سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، بوڑھے لوگوں (میری مراد دل و دماغ کے بوڑھوں سے ہے) کو یہ تحریر پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس کے پڑھنے سے انہیں ماسوائے اپنی آنکھوں کو تھکانے کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

مان لیتے ہیں کہ آپکی عمر اس وقت اٹھارہ یا بیس سال ہے اور آپ ابھی اپنی

بیمار عورت کا شوہر ایک مزدور ہے جو عمر بھر کارخانے میں روزانہ بارہ تیرہ گھنٹے کام کرتا رہا ہے اور اب تین ماہ سے بے روزگار بیٹھا ہے

طالبعلمی کی زندگی کو پورا کر کے دنیاوی معاملات اور عملی زندگی میں داخل ہو رہے ہیں، میں یہ بھی مانتا ہوں کہ آپ کے دماغ اندھے یقین سے آزاد ہیں۔ وہی اندھا یقین جسے آپ کے دماغ میں داخل کرنے کے لیے آپ کے بڑوں اور خود اساتذہ حضرات نے کافی محنت اور تگ ودو کی ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ آپ جنت اور دوزخ کی باتوں سے نہیں ڈرتے اور مولویوں، پادریوں اور پنڈتوں کی فالتو باتوں کو بھی سننا نہیں چاہتے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ اُن بناوٹی لوگوں کی طرح بھی نہیں ہیں جو محض اپنی اُجلی پوشاکوں، عجیب وغریب شکلوں اور خاص وضع قطع کو بعض خاص موقعوں پر فخر کے ساتھ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور جو کم عمری سے ہی کسی نہ کسی طریقے سے عیش وعشرت اور موج مستیاں کرنے کے لیے بے چین اور سرگرداں رہتے ہیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ میں بہت سے دھرتی ماں کے ایسے قابل سپوت اور صالح فرزند بھی ہیں، جو اپنی زندگی کو اپنی طرف سے انسانیت کے فائدے کے پیش نظر با اُصول اور باکردار بناتے ہوئے کچھ سمجھنے، کچھ سیکھنے، کچھ دیکھنے اور کچھ کرنے کے لیے ہمیشہ بے چین رہتے ہیں۔

آپ کی اس بے چینی اور کسی مقصد کی تلاش میں کچھ کرنے کی تمنا کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں آپ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

آپ کے ایک دوست اور خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے مجھے آپ کے من میں ہونے والی اتھل پتھل کا بخوبی علم ہے۔ مجھے اس بات کا بھی سولہ آنے پتا ہے کہ بسا اوقات آپ کے دلوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ''ہمیں آگے جا کر کیا کرنا ہے؟'' آپ میں سے کم وبیش ہر کوئی من ہی من میں یہ ضرور سوچتا ہے کہ ''میں نے کافی عرصے تک سماج یا سوسائٹی کی مدد کی بنیاد پر جو علمی یا فنی تعلیم حاصل کی ہے اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اپنی ان علمی یا فنی صلاحیتوں کو دوسرے لوگوں کو لوٹنے یا فقط ذاتی فوائد کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔'' میں سمجھتا ہوں کہ جو اپنی صلاحیتوں کو اس طرح اپنے ذاتی فوائد حاصل کرنے یا دوسروں کو لوٹنے کا ذریعہ سمجھتا ہے، وہ اخلاق، انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹتا ہے۔ جس انسان کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ وقت آنے پر میں اپنے علم، عقل اور لیاقت کو ان لوگوں کے حقوق کے دفاع میں صرف کرونگا جو آج ہر قسم کی مصیبت اور جہالت میں مبتلا ہیں، تو ایسا شخص نہ صرف اپنے انسانی فرض سے غفلت برت رہا ہے بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اس میں ذرہ برابر بھی انسانیت نہیں ہے اور اس کا وجود سراسر خود غرضی اور حیوانیت سے بھرا ہوا ہے۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ آپ بھی ان لوگوں کی طرح ہیں، جو اس قسم کے سپنے دیکھتے رہتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟

ٹھیک ہے! اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اپنے ان سپنوں یا مستقبل کے خوابوں کو سچا اور

ایک اس لیے مر رہی ہے کہ اسے ساری زندگی نہ کبھی پورا کھانا ملا ہے اور نہ کبھی پورا آرام، اور دوسری اس لیے تکلیف میں ہے کہ اسے اپنی پوری زندگی میں آج تک یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ محنت کرنا کسے کہتے ہیں؟

صحیح ثابت کرنے کے لیے آپ کو کیا کرنا چاہیے؟

میں نہیں جانتا کہ آپ کونسے گھرانے یا خاندان میں پیدا ہوئے ہیں، ممکن ہے کہ آپ کسی خوشحال گھرانے یا خاندان کے فرد ہوں اور آپ کا خیال کسی اعلیٰ تعلیم کا حصول ہو، آپ کا ارادہ ڈاکٹر بننے کا ہو، یا کوئی وکیل، قلمکار یا سائنسدان بننے کا خیال رکھتے ہوں، یعنی آپ جو کچھ بھی بننا یا کرنا چاہتے ہو، آپ کے سامنے بہرحال کام کرنے کا ایک وسیع میدان موجود ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اپنی اعلیٰ تعلیم اور تربیت یافتہ ذہن کے ساتھ زندگی کے میدان کارزار میں داخل ہو رہے ہیں، لیکن آپ کی تعلیم چونکہ درسی کتابوں تک ہی محدود رہی ہے، اس لیے زندگی کے عملی پہلو سے آگاہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آپ انسانیت کے سب سے قیمتی عنصر یعنی مزدوروں اور کسانوں کی مصیبتوں بھری زندگی، ان کی کٹھن محنت، تنگ دستی اور خود کو برتر واعلیٰ کہلوانے والی سوسائٹی کے ٹھیکہ داروں اور سرمایہ داروں کے بیجا مظالم اور ناانصافیوں اور سماج کی بے ہودہ بندشوں اور ناروا پابندیوں سے واقف ہوں۔ نیچے دیے گئے خیالات کو قلم بند کرنے کا یہی بنیادی مقصد ہے۔

فرض کرتے ہیں کہ آپ نے علم وسائنس کی اچھی طرح تعلیم پائی ہے اور اب آپ ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں۔

صبح پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک غریب شخص آپ کے پاس آتا ہے اور آپ کو

کسی بیمار عورت کو دیکھنے کے لیے ایک ایسے محلے میں لے جاتا ہے جس کی گلیاں اتنی تاریک اور تنگ ہیں کہ ان میں دو لوگوں کا ایک ساتھ گزرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ وہاں آپ کو ایک بدبودار جگہ پر ایک مدھم چراغ کی روشنی میں اوپر چڑھنا پڑتا ہے، آپ گندگی سے بھرپور دو، چار زینے چڑھ کر جب اوپر پہنچتے ہیں تو وہاں ایک جھولتی چارپائی پر ایک بیمار عورت کو دیکھتے ہیں، چارپائی کے ساتھ بچھی ہوئی ایک پرانی دری پر میلے اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس کانپتے ہوئے زرد رنگ کے ناتواں اور گدلے بچے آنکھیں پھاڑے آپ کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ بیمار عورت کا شوہر ایک مزدور ہے جو عمر بھر کارخانے میں روزانہ بارہ، تیرہ گھنٹے کام کرتا رہا ہے اور اب تین ماہ سے بے روزگار بیٹھا ہے لیکن نوکری سے جواب ملنا یا فارغ ہونا اس کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ سال میں کبھی نہ کبھی اس کے ساتھ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے، لیکن اس سال وہ پہلے کی بہ نسبت زیادہ تکلیف میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جب وہ بیمار ہوتا تھا اور اس کو نوکری سے جواب ملتا تھا تو اس کی بیوی کچھ محنت مشقت کر کے مشکلات کا سامنا کر لیتی تھی، شاید وہ آپ ہی کے گھر کے کپڑے اور برتن دھوتی رہی ہو اور اس طرح بچوں کی پرورش کے لیے پانچ سات روپے کما لیتی تھی، لیکن اس کی بیماری کے بعد سارا گھر اور چھوٹے بچے عجیب مصیبت میں مبتلا ہیں۔

ڈاکٹر صاحب یہ تو آپ یہاں پہنچتے ہی سمجھ گئے ہوں گے کہ اس عورت کی بیماری کا سبب فقط جسمانی کمزوری، غیر متوازن خوراک اور صاف و تازہ ہوا کی کمی ہے۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ آپ اس مریض کے لیے کونسا نسخہ تجویز کریں گے؟ کیا روزانہ سیر کرنا؟ شہر سے باہر کسی کھلے میدان میں ہوا خوری؟ کسی اچھے ہوادار اور مناسب روشنی والے کمرے میں سونا؟ بے شک اچھی تجاویز ہیں، لیکن آپ کو یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اگر ایک غریب عورت کے پاس یہ تمام سہولیات موجود ہوتیں تو پھر وہ آپ کے ساتھ مشورہ کرنے سے پہلے ہی ان سے مستفید ہو رہی ہوتی۔

اگر آپ میں واقعی انسانی جذبہ موجود ہے اور اگر آپ کھل کر کہنا چاہتے ہیں اور آپ کے چہرے سے ایمانداری ظاہر ہو رہی ہے تو پھر آپ کو اس میں سے بہت سی باتوں کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ آپ کو بتائیں گی کہ برابر والے کمرے میں جو عورت کھانس رہی ہے، جس کی دردناک آواز سن کر آپ کانپ جاتے ہیں، وہ کپڑے دھونے والی ایک غریب عورت ہے۔ نچلی منزل میں رہنے والے تمام بچے بخار کی تکلیف سے کراہ رہے ہیں۔ سب سے نچلی منزل میں رہنے والی دھوبن، موجودہ موسم سرما کے آخر تک زندہ نہیں رہ سکتی اور برابر والی جگہ میں رہنے والے لوگوں کی حالت اس خاتون سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

ان تمام بیمار لوگوں کے لیے آپ کیا کریں گے؟ کیا ان کے لیے مقوی غذا، آب و ہوا کی تبدیلی اور ہلکی پھلکی ورزش تجویز کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ ضرور چاہیں گے کہ جیسے بھی بن پڑے آپ ان کو یہی مشورہ دیں، لیکن افسوس! کہ آپ بھی دوسرے لوگوں کی طرح قسمت اور تقدیر کی بات کرتے ہوئے واپس آجاتے ہیں۔

دوسرے دن جب آپ اس جہنم جیسی جگہ پر رہنے والے بدقسمت لوگوں کے نصیب پر سوچ بچار کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کا ساتھی آپ کو بتاتا ہے کہ کل اسے بلانے کے لیے ایک ملازم آیا تھا جو اپنے ساتھ ایک شاندار گاڑی بھی لایا تھا۔ آج وہی شخص دوبارہ آیا اور اسے شاہی محلوں میں رہنے والی ایک بیگم صاحبہ کی نبض دکھانے کے لیے لے گیا، اُس پری پیکر عورت کو بے خوابی کی بیماری تھی، اُس نے اپنی ساری زندگی ہار سنگھار، کھیل تماشوں، انواع اقسام کے کھانوں، دعوتیں اُڑانے اور اپنے بیوقوف شوہر کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں گزاری ہے۔ آپ اس کے لیے، ممکنہ حد تک خراب عادتیں کم کرنا، سادہ اور ہلکی پھلکی غذاؤں کا استعمال، صاف اور تازہ ہوا میں چہل قدمی، مزاج کو ٹھنڈا رکھنے اور جسمانی مشقت نہ کرنے کی کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کے لیے اپنے کمرے کے اندر ہی ہلکی پھلکی ورزش کرنا وغیرہ تجویز کرتے ہیں۔

ایک اس لیے مر رہی ہے کہ اسے ساری زندگی نہ کبھی پورا کھانا ملا ہے اور نہ کبھی پورا آرام، اور دوسری اس لیے تکلیف میں ہے کہ اسے اپنی پوری زندگی میں آج تک یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ محنت کرنا کسے کہتے ہیں؟

اگر آپ ان کمزور اخلاق کے حامل لوگوں کی طرح ہیں جو ہوا کا رخ دیکھ کر بدلتے ہیں، جو نہایت خوفناک اور نازک حالتوں کے پیدا ہونے کے بعد فقط ایک ٹھنڈی آہ بھرنے یا شربت کا ایک گلاس پینے سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، تو پھر آہستہ آہستہ آپ کو ایسے دکھ بھرے مناظر دیکھنے کی عادت ہو جائے گی اور آپ میں بھی حیوانیت کا مادہ پیدا ہو جائے گا اور آپ کا مقصد بھی فقط عیش و عشرت کے دلدادہ لوگوں کے درمیان رہنا ہو جائے گا، جسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ اس دلدل میں دھنس جانے کے بعد مصیبت زدہ لوگوں کی خبر گیری کے قابل نہیں رہیں گے، لیکن اگر آپ "انسان" ہیں اور اپنے دلی جذبات سے کوئی عملی کام لینے کی قوت رکھتے ہیں اور آپ کے حیوانی مادے نے آپ کے ضمیر کو دھوکہ نہیں دیا ہے تو پھر ایک دن آپ اپنے دل میں یہ کہتے ہوئے گھر کی جانب لوٹیں گے کہ "نہیں یہ ظلم اور بے انصافی ہے، یہ حالت اس کے بعد زیادہ دیر تک قائم نہیں رہنی چاہیے، محض مرض کا علاج کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، بلکہ مرض پیدا ہونے کے اسباب کو روکنا چاہیے" یہ حقیقت ہے کہ جب لوگوں کو روزگار و معاش کی سہولیات میسّر ہوں اور وہ کسی حد تک علم بھی حاصل کر سکیں تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ ہمیں درپیش روگ اور امراض کی تعداد کا بڑا حصّہ گھٹ جائے گا اور دیگر بیماریاں بھی غائب ہو جائیں گی۔ حکمت کی موٹی موٹی کتابیں بھاڑ میں جائیں، صاف ہوا، متوازن غذا اور روزمرہ کی محنت ہی بنیادی چیزیں ہیں، اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی تمام باتوں کی حقیقت چالبازی اور دھوکہ بازی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

بس! جس دن یہ باتیں آپ کی سمجھ میں آگئیں، اس دن کہا جا سکتا ہے کہ آپ سوشلزم، سماجی فلاح و بہبود اور اشتراکیت کا مفہوم سمجھ گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ اس بارے میں مزید جستجو کرنے کی کوشش کریں گے۔

☆☆☆

اںصلات کے مزدور دشمن اقدامات کیخلاف پی ٹی سی ایل ورکرز کی جدوجہد جاری

اتصلات انتظامیہ نے ٹریڈ یونین کے قانونی حق کو ختم کرنے کی کوشش کی

پی ٹی سی ایل آل ٹریڈ یونینز کانفرنس 19فروری 2011ء

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

19 فروری 2011ء کو لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے دفتر میں پی ٹی سی ایل آل ٹریڈ یونینز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا گیا کہ پی ٹی سی ایل کے محنت کشوں نے ہمیشہ جدوجہد کے میدان میں بے پناہ جرات کا مظاہرہ کیا۔ نجکاری کے خلاف 2005ء میں پرویز مشرف آمریت کے دوران تاریخی تحریک و ہڑتال سے پاکستان کی مزدور تحریک کو نئی زندگی دی۔ عدلیہ کی بحالی کی تحریک میں ملک بھر میں نہ صرف فعال کردار ادا کیا بلکہ اس تحریک کے دوران پی ٹی سی ایل مزدور راہنما طارق عباسی نے اسلام آباد میں ہونے والے بم دھماکہ میں جام شہادت نوش کیا۔ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے موقع پر پی ٹی سی ایل کا سالانہ منافع 29 ارب سے زیادہ تھا لیکن بدقسمتی سے 2006ء میں اتصلات کے کنٹرول سنبھالنے کے بعد پی ٹی سی ایل میں انتظامی بدانتظامیوں، شاہ خرچیوں اور غیر ترقیاتی اخراجات کے باعث منافع میں کمی ہونا شروع ہوگئی کیونکہ پی ٹی سی ایل انتظامیہ از خود ادارتی بدعنوانی میں ملوث ہے اور ان کی اس بددیانتی کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ نجکاری کے بعد تا حال انہوں نے انٹرنل آڈٹ نہیں کروایا اور اب تک اربوں روپے کی کرپشن کر چکی ہے۔

نجکاری کے بعد اتصلات کے مزدور کش اقدامات

اتصلات انتظامیہ نے کوشش کی کہ ملازمین کی مراعات میں کمی کی جائے۔ ملازمین کی تعداد کو کم کیا جائے اور ٹریڈ یونین کے قانونی حق کو مکمل طور پر ختم کیا جائے انتظامیہ نے 15 نومبر 2007ء کو جب ملک میں ایمرجنسی نافذ تھی، بنیادی حقوق معطل تھے، 30 ہزار ملازمین کو Not Needed, Redudant and Surplus قرار دے کر VSS کے نام پر ملازمتوں سے فارغ کردیا جبکہ 3 ہزار سے زائد افسران کو اتنی بھاری تنخواہوں اور مراعات پر بھرتی کیا جس کا یورپ اور امریکہ میں بھی تصور نہیں۔ پی ٹی سی ایل کے اعلیٰ افسران کی ماہانہ تنخواہ 19 لاکھ روپے تک ہے۔ دوسری جانب عام ملازمین کی تنخواہوں میں حکومت کی جانب سے بجٹ میں مہنگائی کے تناسب سے سالانہ کئے جانے والے اضافہ سے بھی گریز کیا گیا۔ ٹریڈ یونین کی جانب سے طے شدہ معاہدوں پر عملدرآمد سے ہمیشہ انکار کیا۔ اس صورت حال میں گذشتہ 4 سال سے بار بار صنعتی تنازعات پیدا ہوئے۔ اتصلات انتظامیہ نے ہمیشہ دھوکا دہی کے ذریعہ وقت گزارنے کی کوشش کی۔ 2008ء میں ایک سازش کے تحت UPS کے نام پر ملازمین کی ملازمتوں کو حاصل قانونی تحفظ کو ختم کرنے کی کوشش کی جس پر ملک بھر میں ورکرز نے ہڑتال کردی اور انتظامیہ کو نہ صرف وہ UPS واپس لینا پڑا بلکہ حکومتی اعلان کردہ Basic Pay Scale کے مطابق پی ٹی سی ایل ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کرنا پڑا۔ 2009ء میں بجٹ میں ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد کے اعلان پر عملدرآمد کیلئے پی ٹی سی ایل کے مزدوروں نے احتجاج کیا تو انتظامیہ نے مزدوروں کے خلاف دہشت گردی کے مقدمے قائم کر کے جیل بھجوا دیا جو تا حال چل رہے ہیں۔

یقین دہانیاں

16 ستمبر 2010ء کو بعض سیاسی رہنماؤں کی مداخلت اور یقین دہانی پر ورکرز اتحاد نے ہڑتال کو مؤخر کرنے کا اعلان کیا۔ انتظامیہ نے اخبارات میں اشتہار جاری کیا تھا کہ ڈیوٹی پر واپس آنے والے تمام ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائیاں ختم کر دی جائیں گی۔ لیکن برطرف، معطل اور شوکاز کئے گئے ملازمین کو بحال نہ کیا گیا اور ہزاروں ملازمین کا عید بونس بھی بند کردیا گیا۔

عدالتی احکامات کی درگت

اس کے خلاف متحدہ ورکرز اتحاد میں شامل تمام یونینز نے NIRC قومی صنعتی تعلقات کمیشن میں مقدمہ دائر کیا جس نے ہڑتال کے دوران انتظامیہ کی جانب سے برطرف معطل کئے گئے تمام ملازمین کو بحال کرنے تمام

شوکاز نوٹس واپس لینے کا حکم جاری کردیا لیکن طاقت کے نشے میں مست پی ٹی سی ایل کی اتصلات انتظامیہ نے حسب روایت عدالتی احکامات کو ماننے سے انکار کردیا۔ اپنی ہٹ دھرمی برقرار رکھی جبکہ اخبارات اور قومی میڈیا میں جاری کیے گئے اعلانات کے باوجود مزدوروں رہنماؤں کے خلاف مقدمے واپس نہیں لیے گئے۔ تنخواہوں میں 50فیصد اضافہ نہیں کیا گیا۔ 12فیصد شیئرز نہیں دیے گئے۔ 500 سے زائد ملازمین 7 ماہ سے بغیر تنخواہ کے گزارہ کرنے پر مجبور ہیں۔

موجودہ صورتحال

2010ء میں موجودہ حکومت نے بجٹ میں تمام پبلک سیکٹر ملازمین کی تنخواہوں کی موجودہ بنیادی تنخواہ کے 50فیصد کے برابر ایڈہاک الاؤنس دینے کا اعلان کیا۔ پی ٹی سی ایل کی تمام یونینز نے انتظامیہ سے تنخواہوں میں اضافہ سمیت دیگر تمام قانونی معاملات پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا لیکن پی ٹی سی ایل اتصلات انتظامیہ نے نہ صرف روایتی ہٹ دھرمی برقرار رکھی بلکہ حکومتی 12فیصد شیئرز جو بے نظیر بھٹو شہید سٹاک آپشن سکیم کے تحت پی ٹی سی ایل مزدوروں کو منتقل ہونے ہیں، 12سالہ پرموشن، قانون کے مطابق عید بونس، محکمانہ ترقی دیگر اداروں کی طرح پی ٹی سی ایل کے(NCPG) ڈیلی ویجز کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے جیسے تمام قانونی حقوق کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کردیں۔ حتیٰ کہ پی ٹی سی ایل کے پنشنرز کی پنشن میں بھی اضافہ کرنے سے انکار کردیا۔ پی ٹی سی ایل اتصلات انتظامیہ کے اس غیر انسانی غیر قانونی طرز عمل کے خلاف پی ٹی سی ایل کی نمائندہ یونینز ایمپلائز یونین، لائنز سٹاف یونین، لیبر یونین، مزدور دوست یونین، کمپنی لائنز سٹاف یونین اور ورکرز یونینز ایمپلائز ڈیموکریٹک یونین نے متحدہ ورکرز اتحاد کے نام سے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قائم کرکے جدوجہد کا آغاز کردیا۔

قومی اخبارات اور میڈیا کے ذریعے تمام ایوانوں تک مزدوروں کے مسائل کو پہنچایا، تحریری طور پر تمام حکومتی اداروں، وزارتوں کے ذمہ داران سے بات چیت کی لیکن کسی بھی طرف سے مثبت جواب نہ ملنے پر 2اگست سے ملک بھر میں پرامن احتجاج شروع کردیا۔ اسی دوران 11اگست کو انتظامیہ نے بیسک پے پر 50فیصد نہ دینے کا اعلان کردیا۔ جس سے ورکرز مشتعل ہوگئے اور انہوں نے ہڑتال کردی۔ پی ٹی سی ایل کے 26ہزار سے زائد محنت کش ہڑتال میں شامل ہوگئے۔ پی ٹی سی ایل اتصلات انتظامیہ نے ہڑتال کو روکنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔ 18اگست لاہور ہائی کورٹ میں کیس دائر کردیا جسے عدالت نے ہڑتال کو مزدوروں کا بنیادی جمہوری حق قرار دیتے ہوئے غیر قانونی قرار دینے سے انکار کردیا۔ ہائی کورٹ میں انتظامیہ نے کسی بھی ملازمت کو برطرف نہ کرنے، شوکاز نہ دینے، تنخواہ بند نہ کرنے، معطل نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی تاہم طاقت کے نشے میں مست انتظامیہ نے عدالت کے حکم کے برعکس سینکڑوں ملازمین کو برطرف کردیا۔ شوکاز نوٹس جاری کردیے، معطل کردیا اور رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں 16400ملازمین کی تنخواہ بند کردی تمام ظلم اور سختیوں کے باوجود پی ٹی سی ایل کے محنت کشوں نے ہڑتال جاری رکھی اور 31اگست 2010ء کو پی ٹی سی ایل کے ملک بھر سے ہزاروں ملازمین نے اسلام آباد میں پی ٹی سی ایل ہیڈ کوارٹرز میں پرامن دھرنا دے دیا۔

انتظامیہ کے اعلیٰ افسران ملکی و بین الاقوامی لیبر قوانین کے برخلاف ملازمین کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک کررہے ہیں۔ 61ارب سالانہ آمدنی رکھنے والی پی ٹی سی ایل کے لیے 50فیصد ایڈہاک الاونس محض ایک ہفتے کی آمدنی کے برابر بنتی ہے۔ لیکن غیر جمہوری سماج سے تعلق رکھنے والے اتصلات کے مالکان پی ٹی سی ایل کے مزدوروں کو کچل دینا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں ورکروں کی نہیں بلکہ غلاموں کی ضرورت ہے۔ جتنے بھی مزدوروں نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں ہیں یا ملازمتوں سے برطرف کئے گئے ان کا صرف ایک ہی جرم ہے پی ٹی سی ایل اور پاکستان کے مزدور کی عزت نفس کی بحالی اور مراعات کا حصول ہے۔ پی ٹی سی ایل کے سینکڑوں محنت کش انتہائی بدحالی کا شکار ہیں۔ ان کے گھروں کے چولہے بند ہوچکے ہیں لیکن وہ پھر بھی جرأت کے ساتھ میدان عمل میں ڈٹے ہوئے ہیں اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پی ٹی سی ایل کے مزدوروں کے جائز و قانونی مطالبات

1۔ پی ٹی سی ایل کے مزدوروں کے خلاف تمام جھوٹے فوجداری مقدمات واپس لیے جائیں۔

2۔ تمام برطرف کئے گئے، معطل کئے گئے ملازمین کو بحال کیا جائے، شوکاز نوٹس واپس لئے جائیں۔

3۔ NCPG، ڈیلی ویجز اور کنٹریکٹ ملازمین کو وزیراعظم پاکستان اور سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق مستقل کیا جائے۔

4۔ پی ٹی سی ایل ملازمین کو شرح منافع کے برابر عید بونس دیا جائے۔

5۔ ملازمین کو غیر مشروط 50فیصد ایڈہاک الاؤنس دیا جائے چینل آف پرموشن کو بحال کیا جائے۔

6۔ بینظیر بھٹو شہید سٹاک آپشن سکیم کے تحت حکومتی ملکیتی 12فیصد شیئرز پی ٹی سی ایل ملازمین کو فوراً منتقل کئے جائیں۔

7۔ پی ٹی سی ایل کی نجکاری منسوخ کی جائے۔ پی ٹی سی ایل کو قومی تحویل میں واپس لیا جائے۔

8۔ پی ٹی سی ایل کا نجکاری سے تاحال آڈٹ آڈیٹر جنرل آف پاکستان سے کروایا جائے۔

9۔ ریٹائرڈ ملازمین کو حکومت کے اعلان کردہ 15فیصد بمعہ میڈیکل پنشن میں فی الفور اضافہ دیا جائے۔

مشکل کی اس گھڑی میں پی ٹی سی ایل کے 27ہزار مظلوم مزدوروں کا ساتھ دے کر پاکستان کے ایک اہم ادارے پی ٹی سی ایل کو بچانے میں اپنا حصہ ڈالیں۔

☆☆☆

12 روپے دیہاڑی پر کام کر رہی ہیں

25 گز تھان کے دھاگے کاٹنے کا معاوضہ 10 روپے ہے

گھریلو مزدور عورتوں کی بات چیت ماہانہ لیبر ایجوکیشن سے

ہوم بیسڈ ورکرز ملک کی آمدن میں اضافہ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ سرمایہ دارانہ سوچ نے ہوم بیسڈ ورک کو بہت زیادہ بڑھایا ہے کیونکہ اس میں نہ تو سرمایہ دار کو کوئی جگہ برائے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی بجلی، پانی، لیٹرین کا بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ وہ سارے کا سارا کام گھروں میں شفٹ کر کے معمولی سا معاوضہ دے کر پیداوار کو زیادہ منافع کے لئے تیار کروا لیتا ہے۔ تاہم دیکھتے ہیں کہ ہوم بیسڈ ورکر کس استحصال کا شکار ہو رہا ہے اور وہ اپنی گذر اوقات کس طرح کر رہا ہے۔ کچھ ہوم بیسڈ ورکرز کی کہانی ان کی ہی زبانی نذر قارئین ہے۔

میرا نام رانی ہے میری عمر 40 سال ہے۔

میرے 7 بچے ہیں جن میں 4 بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ میں قمیضوں اور دوپٹوں پر باریک موتی اور ستارے لگانے کا کام کرتی ہوں۔ ایک قمیض اور دوپٹہ جو ہم 3 افراد مل کر تیار کرتے ہیں اس کا معاوضہ ڈیڑھ سو روپے ملتا ہے۔ اس کام کو ہم 4 دن میں مکمل کرتے ہیں۔ اس طرح ہماری دیہاڑی 12 روپے فی مزدور ہے۔ اس کام کے دوران ہماری نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ ہم اپنی خوراک کا بالکل دھیان نہیں رکھ سکتیں کیونکہ ایک تو مہنگائی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہے دوسرے 12 روپے دیہاڑی میں ہم ایک وقت کی روٹی بھی نہیں کھا سکتے۔ ہمارا گھر کرائے پر ہے گھر 9 افراد پر مشتمل ہے۔ جو اسی طرح محنت مزدوری کر کے دو وقت کی روٹی کھا سکتے ہیں۔ کوئی جمع پونجی نہیں ہے۔ بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ دل میں خواہش تو ضرور اٹھتی ہے کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ کئی لوگ تو محلوں میں رہ رہے ہیں عیش و آرام سے اور ہم دن رات محنت کر کے بھی بے چین ہیں۔ جو بھی حکومت آئے وہ محنت کشوں کیلئے نہیں بلکہ اپنے لئے ہی سوچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری حکومت میں موجود افراد تو امیر کبیر ہیں لیکن عوام غربت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستی جا رہی ہے۔ ہمارا مسئلہ غربت ہے ورنہ ہمارے گھر میں بیٹے اور بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میاں بھی ہر فیصلے میں شامل کرتے ہیں ہم سب مل کر محنت کرتے ہیں۔

میرا نام زبیدہ بی بی ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے جو 12 سال کا ہے۔ میرا خاوند فوت ہوگیا ہے۔ میں مختلف کام کرتی ہوں۔ سلمے ستارے کا بھی اور گھروں میں شادی بیاہ کے موقع پر کام بھی کرتی ہوں آج کل مارکیٹ سے آنے والے ریشمی سوٹوں کے دھاگے کاٹنے کا کام کر رہی ہوں ان ریشمی سوٹوں پر کڑھائی ہوتی ہے۔ جس کے دھاگے دونوں اطراف سے کاٹنے ہوتے ہیں۔ سوٹ کے سیدھی طرف سے ہاتھوں سے اور الٹی طرف سے بلیڈ سے دھاگے کاٹتے ہیں۔ 25 گز کے تھان کے مجھے 10 روپے معاوضہ ملتا ہے۔ میں اور میرا بیٹا دونوں مل کر یہ کام کرتے ہیں اور ایک دن میں 100 گز تھان کے دھاگے کاٹ لیتے ہیں۔ اس طرح ہم دونوں ماں بیٹا کی دیہاڑی 40 روپے ہوتی ہے۔ میرے ساتھ میرا بوڑھا باپ رہائش پذیر ہے۔ اس کام کے دوران ٹانگیں درد کرتی ہیں کیونکہ سارا کام کھڑے ہو کر کرنا ہوتا ہے۔ ہاتھ بڑی دفعہ زخمی ہو جاتا ہے کیونکہ تیزی سے کام کرنے کے دوران بلیڈ لگ جاتا ہے۔ گھر کرائے پر ہے اس کا کرایہ 2000 روپے ہے۔ بجلی کا بل ماہانہ دو سے اڑھائی سو آجاتا ہے۔ گیس کا میٹر نہیں ہے۔ ہمسائے سے کنکشن لیا ہے جو ماہانہ 1000 روپے بل کی مد میں لیتا ہے۔ باقی گھی، چینی، آٹا جو بنیادی ضروریات ہیں۔ اتنی مہنگی ہیں کہ گذر اوقات بہت مشکل ہے۔ بیٹے کو تعلیم نہیں دلوا رہی کیونکہ اخراجات برداشت نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ آتے ہیں جو فارم بھروا کر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہزار روپیہ ماہانہ یا دو ہزار روپے ماہانہ ملا کریں گے لیکن کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کوئی بھی واپس نہیں آتا۔

ان خواتین سے جب پوچھا کہ 8 مارچ کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم روزی روٹی کے چکر میں اتنے پھنسے ہوئے ہیں کہ ہمیں بالکل نہیں معلوم کہ یہ دن ہے کیا اور کیوں منایا بھی جاتا ہے۔ جب انہیں 8 مارچ کے بارے بتایا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم بھی جدوجہد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں ٹریننگ دلوائی جائے تاکہ محنت کشوں کے حالات بہتر ہو سکیں۔ ہمیں اسکا ثمر نہ ملے گا لیکن ہماری نسلیں تو اس کا پھل کھائیں گی۔ ☆☆☆

پنجاب ورکرز ویلفیئر اکیڈیمک سٹاف ایسوسی ایشن کا الیکشن 2011ء

راولپنڈی، لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، بہاولپور، سیالکوٹ، گجرات، ڈی جی خان اور رحیم یار خان میں اساتذہ نے الیکشن میں بھرپور حصہ لیا

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

پنجاب ورکرز ویلفیئر اکیڈیمک سٹاف ایسوسی ایشن کے پرامن اور شفاف الیکشن 28 فروری 2011ء کو پنجاب بھر میں منعقد ہوئے۔ پنجاب بھر سے اساتذہ نے آزادانہ طریقے سے ایگزیکٹو اور ایڈوائزری کونسل کے ممبران کا چناؤ کیا۔ راولپنڈی، گجرات، سیالکوٹ، لاہور، ملتان، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، رحیم یار خان اور دیگر علاقوں سے مرد اور خواتین اساتذہ نے اپنے ووٹ کے ذریعے نمائندوں کو منتخب کیا۔ غیر سرکاری اور غیر حتمی نتائج کے مطابق محمد اکبر علی (صدر)، منصور احمد بلوچ (سینئر نائب صدر)، مبشر لطیف (نائب صدر)، غلام باری (چیئرمین) حاجی محمد عمر (سینئر وائس چیئرمین)، طارق محمود (وائس چیئرمین)، چاند آفتاب (جنرل سیکرٹری)، مسعود احمد (جوائنٹ سیکرٹری)، عاشق شاہین (سیکرٹری اطلاعات)، سعید اختر (سیکرٹری فنانس) اور عمرین نسب (قانونی مشیر) کے لئے منتخب قرار پائے۔ الیکشن آفیسر کے فرائض فیصل آباد سے حافظ محمد سیف اللہ نے ادا کیے۔ الیکشن کا انعقاد مرکزی صدر میاں طلعت طفیل، پروفیسر عبدالرحمٰن بھٹی، میاں محمد عثمان اور حافظ محمد اختر کی زیر نگرانی کیا گیا۔

☆☆☆

2009-10

پنجاب میں یونین راہنماؤں کیخلاف انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ عروج پر رہا

6 یونینوں کے عہدیداران وممبران پر فوجداری مقدمات قائم کئے گئے

3 ٹریڈ یونینوں کے راہنماؤں کے خلاف دہشت گردی دفعات کے تحت مقدمات درج کئے گئے

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

حکومت پنجاب کا ٹریڈ یونین تحریک بارے 2009/10ء میں کیا رویہ رہا؟ اس کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ 16 صنعتی وتجارتی اداروں میں ٹریڈ یونین بنانے والوں یا ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں کے خلاف ریاستی سطح پر انتقامی کارروائیوں کی تفصیل دی گئی ہے جبکہ 6 یونینوں کے عہدیداران وممبران پر فوجداری مقدمات قائم کئے گئے اور 3 ٹریڈ یونینوں کے راہنماؤں کے خلاف دہشت گردی دفعات کے تحت مقدمات درج کئے گئے۔

نشاط ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ السعید ورکرز یونین فیصل آباد

نیشنل انڈسٹریل ریلشن کمیشن (NIRC) سے Stay Order کے باوجود دوران رجسٹریشن یونین کے 17 عہدیداران کو نوکریوں سے نکال دیا گیا۔ عہدیداران نے احتجاج کا راستہ اختیار کیا اور فیصل آباد سے 300 کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے ہوئے اسلام آباد پریس کلب کے آگے 24 دن تک بھوک ہڑتال کی حکومتی عہدیداران وافسران کی یقین دہانیاں کی کہ آپ کی یونین رجسٹرڈ ہو جائے گی اور آپ کو نوکریوں پر بحال کرلیا جائے گا۔ آپ بھوک ہڑتال ختم کریں بعد میں نہ تو نوکریوں پر بحال ہوئے اور نہ ہی یونین رجسٹرڈ ہوئی گزشتہ دو سال سے یونین رجسٹریشن کا کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے اور یونین عہدیداران کو دھمکیاں دی گئی کہ آپ یونین سے باز آ جائیں۔

کمال فیبرکس ورکرز یونین (سی بی اے) سرگودھا روڈ فیصل آباد

اپریل 2009ء احتجاج کرنے پر 1200/1300 نامعلوم ورکرز کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی اس میں فیکٹری کے 34 نامزد محنت کش بھی شامل تھے اور دیگر فیکٹریوں کے مزدور رہنما بھی نامزد کئے گئے۔ ان میں سے 6 کو پولیس نے گرفتار کیا اور ان پر تشدد بھی کیا ان میں الائیڈ پاور لومز/ ٹیکسٹائل ورکرز یونین رجسٹرڈ فیصل آباد کے صدر رانا طاہر بھی شامل تھے جن پر پولیس نے تشدد کیا اور یونین کو سختی سے کچل دیا گیا۔

انٹر ووڈ ورکرز اتحاد یونین (رجسٹرڈ) لاہور

اپریل 2009ء یونین رجسٹریشن کے لئے ورکرز اور یونین عہدیداران کی ملازمت کا Stay Order این آئی آر سی سے لیا ہوا تھا رجسٹریشن کے 25 دن بعد جب کورٹ کا سٹے آڈر ختم ہوا تو فیکٹری مالک نے اگلے دن فیکٹری بند کر دی اور 850 ورکرز کو گھروں کو بھیج دیا۔ ورکرز نے لاہور پریس کلب کے آگے احتجاجی کیمپ لگایا حکومت کی یقین دہانی پر احتجاجی کیمپ ختم کیا تو اگلے دن یونین کے عہدیداران کو پولیس نے ان کے گھروں سے گرفتار کرلیا ایک عہدیدار گھر پر نہ ملا تو اس کے بوڑھے والد کو پولیس نے گرفتار کر کے تھانہ لے گئی اور ان پر تشدد کیا گیا۔ اس کیس میں نیاز خان جنرل سیکرٹری نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن پنجاب کو سی آئی اے پولیس لاہور 25 مئی 2009ء کی رات بارہ بجے کے بعد گھر سے اٹھا کر لے گئی سی آئی اے سٹاف ماڈل ٹاؤن جہاں مجھ پر تشدد بھی کیا۔ دوسرے دن ہائی کورٹ کے بیلف نے برآمد کیا اور گرفتاری ڈالی گئی۔ انٹر ووڈ ورکرز اتحاد یونین کے عہدیداران پر کیس جھوٹے کیس جو کہ مالک نے بنائے تھے لاہور کینٹ کورٹ میں چل رہے ہیں۔ 70 سے زائد ورکرز کو نوکریوں سے نکالا گیا 33 ورکرز کے نوکریوں پر بحالی کے کیس لیبر کورٹ میں اب بھی چل رہے ہیں۔ جن میں یونین کے تمام عہدیداران بھی شامل تھے۔ (پاکستان میں لکڑی کا فرنیچر بنانے والی سب سے بڑی فیکٹری)۔

نیو خان میٹرو بس سروس لیبر اینڈ سٹاف حقوق یونین (سی بی اے) لاہور

جنوری 2009ء میں جس دن یونین رجسٹریشن کے لئے لیبر ڈیپارٹمنٹ نے انکوائری کی اسی دن سے یونین کے 16 عہدیداران اور چھ سرگرم کارکنوں کو نوکری سے نکال دیا گیا اور انتظامیہ نے یونین عہدیداران کے خلاف فوجداری مقدمات درج کروائے غنڈہ گردی کے کہ یہ یونین کا چندہ نہیں لیتے بلکہ جگا ٹیکس لیتے ہیں یونین عہدیداران کو تھانہ بند کر دیا گیا جہاں بیلف کے ذریعہ ان کو برآمد کیا گیا اور یونین ممبران نے پولیس کے سامنے جا کر بیان دیا کہ یہ ہم سے چندہ لیتے ہیں جگا ٹیکس نہیں۔ پھر بھی یہ مقدمات ڈیڑھ سال تک زیر سماعت رہے اور 21 یونین عہدیداران و ممبران کی ملازمت پر بحالی کے کیس گزشتہ دو سال سے لیبر کورٹ لاہور عدالت میں زیر سماعت ہے۔

ریمنگٹن فارماسیوٹیکل مزدور اتحاد یونین (رجسٹرڈ) لاہور

جولائی 2009ء یونین کی رجسٹریشن کے بعد فیکٹری بند کر دی گئی 400 سے زائد ورکرز کو نکال دیا گیا بعد میں کچھ ورکرز سے سادہ کاغذ پر دستخط لینے کے بعد ان کو نوکریاں پر بحال کر دیا گیا ایک سو سے زائد ورکرز کو نکال دیا گیا جن میں آٹھ یونین کے عہدیداران بھی شامل تھے جن کے کیس اب بھی عدالت میں بحالی کے اور معاوضہ کے زیر سماعت ہے۔

ایس وی روبا الیکٹرونکس ایمپلائز یونین 23 کلومیٹر رائے ونڈ روڈ لاہور

ستمبر 2009ء یونین کی رجسٹریشن کے دوران ہی یونین کے سرگرم کارکنوں اور عہدیداران کو نکال دیا جس کی وجہ سے یونین رجسٹریشن نہ ہو سکی اور ان پر فیکٹری گیٹ بند کر دیا گیا۔

شالکو انجینئرنگ ورکرز یونین 21 کلومیٹر فیروز پور روڈ لاہور (سی این جی رکشہ ساز فیکٹری)

اکتوبر 2010ء یونین رجسٹریشن کے بعد 200 ورکرز کو ملازمت سے نکال دیا گیا جو کہ یونین کے ممبر تھے اور یونین کے تمام عہدیداران کو بھی نوکری سے نکال دیا گیا اور ان کو گزشتہ تین ماہ کی تنخواہ بھی ادا نہیں کی گئی اور بعد میں لیبر کورٹ کے حکم پر صرف دو ماہ کی تنخواہ ادا کی ورکرز اور یونین عہدیداران کے معاوضہ اور نوکریوں پر بحالی کے کیس لیبر کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

الائیڈ پاور لومز ٹیکسٹائل ورکرز یونین (رجسٹرڈ) جتاں والا چوک غلام محمد آباد فیصل آباد

2009ء میں یونین رجسٹرڈ ہوئی 20 جولائی 2010ء کو یونین نے کم از کم 7000 روپے ماہانہ تنخواہ اور اجرتوں میں 17 فیصد اضافہ پر عمل درآمد کیلئے ہڑتال کی مزدور احتجاج کر رہے تھے کہ ایک فیکٹری کے اوپر سے ان احتجاجی مزدوروں پر پتھراؤ کیا گیا جس کی وجہ سے کئی مزدور زخمی ہو گئے اس فیکٹری کے مالک نے غنڈوں کی مدد سے فیکٹری کو آگ لگا دی اور یونین کے چار عہدیداران پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا گیا جو کہ گزشتہ 8 ماہ سے جیل میں بند ہے۔ کسی بھی عدالت نے ابھی تک ان کی ضمانت نہیں لی۔

میپل لیف سیمنٹ فیکٹری ورکرز یونین (رجسٹرڈ) داؤد خیل میانوالی پنجاب

اپریل 2009ء یونین بنانے پر تمام عہدیداران و ممبران کو کام سے نکال دیا گیا مالکان یونین کا ریفرنڈم نہیں ہونے دے رہے تھے یونین عہدیداران و ممبران نے فیکٹری گیٹ کے آگے زبردست احتجاج کیا۔ جس کی وجہ سے فیکٹری انتظامیہ اور ضلعی انتظامیہ غصہ میں آ گئی اور یونین کے صدر شفاء اللہ خان اور جنرل سیکرٹری وقار خان اور دیگر تین عہدیداران جن میں ایک سیاسی جماعت کے ضلعی صدر بھی شامل تھے کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمے درج کر دیا گیا اور یہ یونین عہدہ داران گزشتہ آٹھ ماہ سے میانوالی جیل میں بند ہے۔

لاہور اسٹاک ایکسچینج شاہین لیبر یونین (رجسٹرڈ)

2009ء یونین کے تمام عہدیداران کو نوکری سے نکال دیا گیا اور ممبران کو دھمکیاں دی گئی اور یونین کو سختی سے کچل دیا گیا۔

کوکا کولا ایکسپورٹ کارپوریشن لیبر یونین (رجسٹرڈ) صنعتی ایریا گلبرگ لاہور

2010ء یونین کے تمام عہدیداران و ممبران کو ادارہ سے نکالا اور یونین کا خاتمہ کر دیا گیا۔ جن کے کیس لیبر کورٹ لاہور میں چل رہے ہیں۔

پٹ سراجیوں عوامی لیبر یونین (رجسٹرڈ لاہور)

برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن لاہور

2010ء کنسٹرکشن کمپنی جو کہ لاہور رنگ روڈ بنا رہی تھی یونین رجسٹرڈ کروانے پر یونین عہدہ داران کے خلاف فوجداری مقدمات قائم کئے گئے اور یونین عہدیداران وممبران کو نوکری سے نکال دیا گیا اور یونین کو ختم کر دیا گیا۔

ساز گولڈ ورکرز یونین رجسٹرڈ (سی بی اے)

49 کلومیٹر ملتان روڈ بھائی پھیرو ضلع قصور

اپریل 2009ء میں بننے والی یونین اکتوبر 2010ء میں یونین کے چالیس سے زائد ممبران جن میں 8 عہدیداران بھی شامل تھے سے زبردستی استعفیٰ لے لیا اور یونین کو ختم کر دیا گیا۔

ایمپلائز یونین (سی بی اے) آدم شوگر ملز چشتیاں بہاولنگر

یونین کے صدر جنرل سیکرٹری اور دیگر 16 عہدیداران کے زبردستی گیٹ بند کر دیئے گئے سی بی اے کا جنرل سیکرٹری جس کا 13 سال سے گیٹ بند اور عدالتوں میں کیس زیر سماعت ہے۔

اتفاق مزدور یونین کریسنٹ باہومان لمیٹڈ پنڈی بھٹیاں

1997ء اتفاق مزدور یونین کریسنٹ باہومان لمیٹڈ پنڈی بھٹیاں پاکستان میں جین بنانے والی سب سے بڑی فیکٹری ہے۔ 1997ء میں ورکرز نے یونین رجسٹرڈ کروائی تو 15 یونین عہدیداران کو کام سے نکال دیا گیا اور یونین نے ان کی بحالی کے کیس کئے جو کہ لیبر کورٹ اور لیبر اپلیٹ ٹریبونل پنجاب میں گزشتہ 13 سال سے زیر سماعت ہے اور فیکٹری میں ریفرنڈم سی بی اے کے تعین کا کیس ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔

پی ٹی سی ایل متحدہ ورکرز الائنس

پی ٹی سی ایل متحدہ ورکرز الائنس جن میں پی ٹی سی ایل سی بی اے یونین بھی شامل تھی۔ 3 اگست 2010ء کو تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیلئے اسلام آباد آفس میں دھرنا دیا تو پولیس نے سینکڑوں ورکرز پر تشدد کیا اور 52 مزدور رہنماؤں کو گرفتار کر لیا اور ان پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمات بنائے ان میں سی بی اے یونین کے جنرل سیکرٹری حسن رانا بھی شامل تھے۔ 16400 ملازمین کی تنخواہیں بند کر دی۔ 600 سو سے زائد ورکرز جن میں تمام یونین کے عہدہ دار بھی شامل تھے کو نوکریوں سے نکال دیا گیا۔

حمزہ گھی ملز ایمپلائز یونین لاہور روڈ شیخوپورہ

فروری 2011ء۔ یونین رجسٹریشن کے دوران یونین عہدیداران وممبران نے یونین کی رجسٹریشن کے لئے عدالت سے سٹے آرڈر لیا ہوا تھا۔ فیکٹری انتظامیہ کو یونین کی رجسٹریشن کا پتہ چلا تو انہوں نے یونین کے تمام عہدیداران وممبران جن کی تعداد 63 تھی کو عدالت کے حکم کے باوجود نوکریوں سے نکال دیا حالانکہ عدالت نے حکم دیا تھا کہ ان کو یونین کی رجسٹریشن کے دوران نوکری سے نہ نکالا جائے۔

☆☆☆

تعزیتی ریفرنس:

مرحوم مزدور رہنماء نبی احمد، گلزار چوہدری اور بدر السلام ابدالی کا محنت کشوں کو پیغام

محنت کش اپنے گروہی اختلافات ختم کرتے ہوئے متحد ومنظم ہو کر اپنی جدوجہد تیز کریں

ممتاز مزدور راہنما نبی احمد، گلزار چوہدری اور بدر السلام ابدالی کی وفات پر 18 فروری 2011 کو بختیار لیبر ہال میں تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا۔ مقررین نے متحدہ لیبر فیڈریشن کے بانی مزدور راہنما نبی احمد، آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری گلزار چوہدری، پاکستان ورکرز فیڈریشن کے رہنما آغا بدر السلام ابدالی کی وفات پر تعزیتی ریفرنس میں ان کی مزدوروں کیلئے خدمات اور جدوجہد پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مرحوم مزدور راہنماؤں کا ایک ہی عزم تھا کہ محنت کش اپنے گروہی اختلافات ختم کرتے ہوئے متحد ومنظم ہو کر اپنی جدوجہد تیز کریں۔

☆☆☆

ہوم بیسڈ ورکرز عام مزدور کو ملنے والے نہ صرف قانونی حقوق سے محروم بلکہ ان کی کوئی شناخت بھی نہیں ہے

24 دستانے سیدھے کرنے کی اجرت صرف ایک روپیہ ملتی ہے

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام فیصل آباد میں تربیتی ورکشاپ میں ہوم بیسڈ ورکرز کا اظہار

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 30 جنوری کو فیصل آباد میں ایک تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس ورکشاپ میں 25 کے قریب ہوم بیسڈ ورکرز اور فیکٹری میں کام کرنے والی خواتین نے شرکت کی۔ ورکشاپ میں خواتین کی عمومی صورتحال، ایک کارکن اور عورت ہونے کی حیثیت سے آپ کے مسائل کارکنوں کے حقوق اور یونین سازی کے فوائد اور لیبر قومی موومنٹ بارے آگاہی کے موضوعات پر اظہار خیال کیا گیا۔

سوت کا کام کرنے والی خواتین نے اپنے مسائل بتاتے ہوئے کہا کہ ہمیں دھاگے بوروں میں مال کی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں سیاہ اور سفید رنگ کا دھاگہ علیحدہ علیحدہ کرنا پڑتا ہے۔ فی کلو تین روپے ملتے ہیں۔ پہلے رنگ علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ پھر اس کے گولے بنائے جاتے ہیں۔ پھر بوروں میں بھرا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے سر پر اٹھا کر واپس دے کے آتے ہیں۔ اگر ہم ریڑھی کروائیں تو اس کا بھی کرایہ لگتا ہے۔ یہ کرایہ ادا کر کے ہمیں کچھ بھی بچت نہیں ہوتی۔ ہم چار یا پانچ لوگ مل کر ایک دن میں 30 سے 40 کلو دھاگہ علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے دھاگوں میں سے ریشمی دھاگہ نکالنا ہوتا ہے جو کہ بہت کٹھن کام ہے۔ اس کے فی کلو 8 روپے ملتے ہیں۔ اس کام میں ہمیں جو تکالیف ہوتی ہیں ان میں

☆ گرد و غبار کا منہ کے ذریعے اندر جانا اور سانس کی تکلیف کا ہونا لازمی امر ہے۔

☆ کندھوں، کمر اور سر کی درد کا مستقل رہنا

☆ نظر کا کمزور ہونا

☆ اجرت کا انتہائی کم ہونا شامل ہیں

☆ کپڑے کو کاٹ کر رسیاں بنانا ایک اور کام ہے۔ اس میں مال مڈل مین سے لیتے ہیں۔ اس میں بعض تو باریک پٹیاں کٹی ہوتی ہیں جبکہ بعض پورا کپڑا ہوتا ہے جسے قینچی سے کاٹنا ہوتا ہے۔ پھر اس کو گرہ لگائی جاتی ہے اور گولے بنائے جاتے ہیں۔ اس کی اجرت فی کلو 4 روپے ملتی ہے

ایک دن میں 4 کلو بنا لیتے ہیں اس کام سے جو تکالیف ہوتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆قینچی سے ہاتھ زخمی ہو جاتا ہے، نظر کمزور ہو جاتی ہے، پیٹ اور معدہ کی بہت سی بیماریوں کا شکار ہونا پڑتا ہے کیونکہ وہ کپڑا گندہ ہوتا ہے اس لئے الرجی ہو جاتی ہے۔ کیمیکل والے کپڑے کو کاٹتے اور گولہ بناتے وقت اگر احتیاط نہ کی جائے تو موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

سلے ہوئے دستانوں کو سیدھا کرنا بھی ایک گھریلو کام ہے اس کے بارے میں خواتین نے بتایا کہ دستانے ہمیں مڈل مین دیتا ہے۔ ان دستانوں پر لٹکنے والے دھاگے قینچی سے کاٹنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد لوہے کا ایک باریک پائپ ہے اس کے ذریعے دستانے کی انگلیاں سیدھی کی جاتی ہیں۔ پھر سلائی کی تہیں بٹھائی جاتی ہیں اس کے بعد دایاں اور بایاں دستانہ ایک جوڑے کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ پھر ان کے بنڈل بنا کر واپس کیے جاتے ہیں۔ ہمیں 24 دستانے مکمل کرنے کی اجرت ایک روپیہ ملتی ہے۔ جن میں درج ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆روئی کا منہ میں جانا، قینچی سے ہاتھ زخمی ہونا، کام کا مڈل مین کی مرضی سے ملنا، کندھوں، کمر اور سر کا درد، پیٹ کی بیماریاں شامل ہیں۔

ایس ایس فیبرکس میں کام کرنے والی مشین آپریٹرز نے بتایا کہ یہاں پر پیس ریٹ پر کام کیا جاتا ہے۔ دس سے بارہ گھنٹے کام کرنے کے باوجود 7 ہزار روپے اجرت ماہانہ نہیں بن پاتی۔ تین ماہ اوور ٹائم لگانے پر ہمیں اوور ٹائم نہ دیا گیا بلکہ تنخواہیں بھی دو ماہ سے نہ دی گئیں۔ ہم نے لیبر قومی موومنٹ سے رابطہ کیا اور فیکٹری میں دھرنا دیا۔ ہمیں تنخواہیں تو دے دی گئیں لیکن اوور ٹائم نہ دیا گیا بلکہ ہمیں نوکری سے نکال دیا گیا۔ اب ہم ایک اور جگہ کام کر رہی ہیں وہاں پر بھی ہم پیس ریٹ پر ہی کام کر رہی ہیں۔ اس کام میں بھی بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆مشین میں ہاتھ آ کر زخمی ہو جاتا ہے۔ نظر کمزور ہونا، کندھوں کا درد، تھکاوٹ کا ہونا یقینی امر ہے۔ اس کے علاوہ وہی کام ہم کرتے ہیں جبکہ مردوں کو زیادہ اجرت دی جاتی ہے۔

ہم نے پھر لیبر قومی موومنٹ کی مدد سے دھرنا دیا اور کیس لیبر کورٹ لے گئے وہاں سے ہمیں بحال کرنے کا لیٹر مل گیا اور مالکوں نے بھی کہا کہ کل آپ کام پر آ جائیں ہم جب اگلے دن ڈیوٹی پر پہنچیں تو ہمیں کہا گیا کہ معذرت نامے پر دستخط کر دیں پھر کام پر لگ جائیں۔ ہم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ ہمارا کوئی قصور نہیں تھا۔ ہم اپنے حق کے لئے آواز اٹھا رہے تھے۔ ابھی ہم نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے حقوق کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ☆☆☆

سال 2011ء کو فیض احمد فیض کا سال قرار دیا گیا

فیض احمد فیض ایک کمیونسٹ، انقلابی شاعر، دانشور اور مزدور رہنما تھے

کراچی میں لیبر پارٹی کے زیر اہتمام ایک روزہ فیض احمد فیض سوشلسٹ سکول

رپورٹ: زہرا خان

سال 2011 عظیم انقلابی شاعر فیض احمد فیض کی 100ویں سالگرہ کا سال ہے اور اسے فیض احمد فیض کا سال قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں انقلابی اور ترقی پسند فکر کی ترجمان جماعتوں کی جانب سے ملک بھر میں فیض احمد فیض کے حوالے سے مختلف نوع کی صد سالہ تقریبات اور پروگرامز کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا، جس کی ایک کڑی 20 فروری کو لیبر پارٹی کراچی یونٹ کی جانب سے ایک روزہ فیض احمد فیض سوشلسٹ اسکول کا انعقاد تھا۔ اس سوشلسٹ اسکول میں پارٹی کامریڈز کے علاوہ بڑی تعداد میں روشن فکر اور ترقی پسند سیاسی، سماجی اور طلبہ تنظیموں کے کارکنان نے شرکت کی۔ اس سوشلسٹ اسکول میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ لیبر پارٹی کی جانب سے فیض احمد فیض کو خراج تحسین و تائید پیش کرنے اور ان کے انقلابی افکار کو مزید اجاگر کرنے کے لیے ایسے پروگرامز کا انعقاد جاری رہے گا۔ فیض احمد فیض ایک کمیونسٹ انقلابی شاعر، دانشور اور مزدور رہنما تھے آج کچھ حلقے فیض کے انقلابی افکار اور کردار کی بجائے انہیں محض ایک عظیم انسان دوست شاعر کی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن فیض کے انقلابی روایات کے وارث اصل میں یہاں کے انقلابی محنت کش عوام ہیں جنہوں نے کڑے سے کڑے وقت میں بھی سوشلزم کے سرخ پرچم کو بلند رکھا ہے۔ سوشلسٹ اسکول کا آغاز کامریڈ عرفانہ عبدالجبار نے فیض احمد فیض کے گیت "یہ ہاتھ سلامت ہیں جب تک" سے کیا۔ لیبر پارٹی کراچی کے جنرل سیکرٹری مختیار راہو نے اس سوشلسٹ اسکول کے انعقاد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس کا مقصد صرف فیض کو خراج تحسین پیش کرنا ہی نہیں بلکہ اس فکر کو مزید پروان چڑھانا ہے جس کے لیے فیض عمر بھر کوشاں رہے۔ سوشلسٹ اسکول میں پہلا لیکچر لیبر پارٹی کی کامریڈ زہرا خان نے "مادی فلسفہ اور اس کا ارتقاء" کے موضوع پر دیا۔ اس سیشن کی صدارت کامریڈ شیر باز خان نے کی۔ جبکہ دوسرا لیکچر لیبر پارٹی کے مختیار راہو نے "مارکس ازم اور اس کا لینن اسٹ تناظر" کے موضوع پر دیا۔ اس سیشن کی صدارت کامریڈ منظور اجن نے کی۔ تیسرا لیکچر لیبر پارٹی پاکستان کے کامریڈ مشتاق علی شان نے "مذہب کا ارتقاء اور اسکی مادی تشریح" کے موضوع پر دیا اس سیشن کی صدارت کامریڈ شبیر آزاد نے کی۔ چوتھا لیکچر لیبر پارٹی کے مرکزی رہنماء کامریڈ ناصر منصور نے "بالشویک تناظر میں انقلابی پارٹی کی تعمیر" کے موضوع پر دیا۔ اس سیشن کی صدارت کامریڈ سجاد ظہیر نے کی۔ اس ایک روزہ سوشلسٹ اسکول میں شریک کامریڈز نے سوالات کے ذریعہ بھرپور حصہ لیا۔ پروگرام کے آخر میں لیبر پارٹی کے کامریڈ موہن جیون نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ ☆☆☆

معاشی استحکام ہی خواتین کو فیصلہ سازی میں شامل کر سکتا ہے

ملٹی نیشنل کمپنیاں دوہرا فائدہ لے رہی ہیں جبکہ زرینہ دو وقت کی روٹی کیلئے سرگرداں

رابعہ شہباز

8 مارچ عورتوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ 8 مارچ 1886ء کو شکاگو کے شہر میں عورتوں نے اپنے حق کی لڑائی لڑی۔ 16 تا 18 گھنٹے کام لینے پر عورتوں نے ہڑتال کی اور اپنی جدوجہد سے 8 گھنٹے کام کے اوقات مقرر کروائے۔ اسی طرح آج بھی عورت اپنے حق کی لڑائی میں شامل ہے۔ عورت کسی بھی روپ میں ہو یا کسی بھی شعبے میں ہو کسی سے کم نہیں۔ آج ہم یہاں شہر کی عورت کی نہیں بلکہ دیہات کی عورت کی بات کریں گے۔ یہ صبح سے رات گئے تک بے شمار کام کرتی ہے لیکن اس کے کام کو کام تصور نہیں کیا جاتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ معاشی طور پر اتنی مضبوط نہیں ہے۔ پھر بھی وہ اپنے کام میں ہمہ تن گوش ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں پر میری ملاقات زرینہ بی بی سے ہوئی جو ڈیری کے کام سے منسلک ہے۔ زرینہ بی بی زیادہ پڑھی ہوئی نہیں تھی اس سے کی گئی بات چیت نذر قارئین ہے:

زرینہ کے ماں باپ محنت مزدوری کرتے ہیں۔ اس کے 4 بچے ہیں تین سکول جاتے ہیں اور ایک چھوٹا ہے۔ زرینہ نے بتایا کہ وہ صبح جاگنے کے بعد مویشیوں کا دودھ دھوتی ہوں۔ ان کو چارہ ڈالتی ہوں، پانی دیتی ہوں، ناشتہ بناتی ہوں بچوں کو سکول کیلئے تیار کرتی ہوں۔

ہمارے علاقے میں ایک خاتون جو کسی کمپنی کے ساتھ دودھ کا کام کرتی ہے۔ جس کو وہ ٹیسٹ کرتی ہے کہ دودھ میں کتنی فیٹ ہے۔ اس حساب سے وہ دودھ کا ریٹ کرتی ہے جس کے دودھ میں فیٹ اچھی ہوتی ہے اس کا دودھ 35 سے 40 روپے لیٹر کے حساب سے لیتی ہے پھر کمپنی کی گاڑی سارا دودھ لے جاتی ہے۔

پہلے ہم دودھ گوالوں یا دودھی کو دیتے تھے وہ ہمیں پہلے بھی صحیح معاوضہ نہیں دیتا تھا اور ہر مہینے خراب بھی کرتا تھا کبھی نہیں آتا تھا تو سارا دودھ خراب ہو جاتا۔ جب سے ہم نے کمپنی کو دودھ دینا شروع کیا ہے۔ ہماری آمدن میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ہمیں جانور کی دیکھ بھال کے طریقے بھی بتائے جاتے ہیں۔ میں اس کام سے 4000 کما لیتی ہوں اور میرا شوہر 8000 کما لیتا ہے۔ اگر ہم اس کا سال کی آمدن میں اندازہ لگائیں تو 144000 سال کی آمدن ہے۔ اگر اخراجات پر نظر ڈالیں تو وہ کچھ ایسے ہیں: ماہانہ کھانے پینے کا خرچہ کوئی 8 سے 10 ہزار روپے ہے۔ بچوں کی تعلیم کا خرچہ کوئی 1500 ہر ماہ صحت پر کم خرچ کرتے ہیں پھر بھی ہر مہینے 300 لگ جاتے ہیں۔ خوشی غمی میں سال کے 10 ہزار لگ جاتے ہیں۔ گھر کی مرمت اور آمدورفت میں بھی ہر مہینے 500 لگ جاتے ہیں۔

آپ خود اندازہ لگا لیں کے ہم کیسے گزارہ کرتے ہیں۔ بل تو ایسے آتے ہیں جیسے بن بلائے مہمان۔ کرپٹ حکمرانوں کا کیا دھرا ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ جب بھی ٹی وی لگا لیں کوئی منحوس خبر سننے کو ملتی ہے۔ کاروبار تو ختم ہی ہوتے جا رہے ہیں۔ مال ڈنگر بھی مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ جانوروں کو چارہ دینا، ونڈا کھلانے کا انتظام کرنا اس پر بھی ہمارا کافی خرچ ہو جاتا ہے۔ بس جی اس ڈیری کے کام سے میرا روزگار چلا ہوا ہے۔ میں خوش ہوں اس کام کو کر کے پیسے بھی اچھے ملتے ہیں۔ کم از کم بچوں کی تعلیم پر تو خرچ کر لیتی ہوں۔ جب بھی تھوڑے سے زیادہ مل جاتے ہیں تو گھر میں اچھا کھانا بنا لیتے ہیں یعنی گوشت پکا لیتے ہیں کیونکہ ویسے تو ہم زیادہ دال روٹی سے ہی گزارتے ہیں۔

8 مارچ کے بارے میں پوچھا تو زرینہ نے کہا ہمیں کیا پتہ 8 مارچ کیا ہے؟ عورتوں کا بھی کوئی دن ہوتا ہے۔ مجھے تو عید کا پتہ ہے یا پھر 14 اگست کا دن بھی ہمارے گاؤں میں منایا گیا ہے۔

کام کے اوقات کے بارے میں کہا گیا کہ ہم تو صبح سے رات تک کام کرتی ہیں اتنا پتہ ہے کہ جتنا کام کریں گے۔ اپنے لئے ہی کریں گے۔ کیا کبھی ووٹ ڈالا ہے اور کس پارٹی کو؟ ہاں میرا ووٹ بنا ہے شناختی کارڈ بھی ہے۔ الیکشن کے دنوں میں جو بھی ہمیں گاڑی میں لے جائے اسی کو ووٹ ڈال دیتے ہیں۔

زرینہ سے بات کر کے ایسا لگا کہ زرینہ جیسی کئی عورتیں ہیں جن کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیسے اس ملک کو اپنی محنت اور ٹائم دے رہی ہیں۔ ڈیری کے کام سے منسلک یہ بی بی کئی سالوں سے گائے بھینسوں کی دیکھ بھال کر رہی ہے اور دودھ کو فروخت کر رہی ہے۔ جس کو ملٹی نیشنل کمپنیاں خرید کر کئی چیزیں بنا کر مہنگے داموں فروخت کرتی ہیں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو دوگنا فائدہ ہے پر زرینہ بی بی صرف دو وقت کی روٹی پوری کرتی ہے۔ اپنے خاندان میں خوش ہے کہ وہ خود مختار ہے جو پیسے وہ ہر مہینے کماتی ہے اسکو وہ خرچ بھی خود کرتی ہے۔ فیصلہ سازی سے لے کر سماجی حوالے سے جتنے کام ہیں ان میں بھی وہ شریک ہے۔ بچوں کی تعلیم کا معاملہ ہو یا ان کی شادیوں کا وہ ہر قدم اپنے شوہر کے ساتھ شانہ بشانہ شامل ہے۔ محلے میں کوئی مسئلہ مسائل ہو تو وہ بھی اس میں شامل ہو کر اپنے محلے کی عورتوں کی مدد کرتی ہے۔

☆☆☆

مطالبات نہ ماننے کی صورت میں بیداریٔ مزدور تحریک کا آغاز کیا جائے گا

لیبر قومی موومنٹ کی مزدور کسان طلباء کانفرنس ضلع جھنگ میں اظہار

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

لیبر قومی موومنٹ کی طلباء مزدور کسان کانفرنس 19 فروری 2011ء کو چینوٹ موڑ ضلع جھنگ میں منعقد ہوئی۔ جس میں پاورلوم مزدور و دیگر صنعتی اداروں کے مزدوروں اور علاقہ کے کسانوں کے علاوہ نیشنل سٹوڈنٹ فیڈریشن کے طلباء نے بھی بھرپور شرکت کی۔ شرکاء نعرے لگا رہے تھے کون بچائے گا پاکستان طلباء مزدور اور کسان۔ کانفرنس میں منظور کردہ قراردادیں:

☆مزدوروں کے بنیادی حقوق: (i) سوشل سیکورٹی (ii) EOBI و دیگر مراعات کو یقینی بنایا جائے۔ ☆موجودہ مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے کھاد، بیج و زرعی آلات کسانوں کو سرکاری سطح پر مہیا کیے جائیں۔ ☆بورڈ آف گورنر کے ذریعے طلباء کے استحصال کو بند کیا جائے۔ ☆سیلاب زدہ علاقوں کو آفت زدہ قرار دو بکر زرعی قرضے معاف کیے جائیں۔ ☆وطن کارڈز کے پراسس کو شفاف بنایا جائے اور بین الاقوامی امداد کو منصفانہ بنایا جائے۔ ☆گورنمنٹ گزٹ نوٹیفکیشن کے مطابق اجرتوں میں اضافہ پر عملدرآمد کی تحریک کے دوران لیبر قومی موومنٹ فیصل آباد کے چار ساتھی ملک فضل الٰہی، شفیق بابر رندھاوا، اکبر علی کمبوہ اور رانا محمد ریاض جو عرصہ 7 ماہ سے پابند سلاسل ہیں انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے۔ ☆بیسانہ محلہ جھنگ کے فیڈر کو انڈسٹریل قرار دیتے ہوئے لوڈشیڈنگ کو ختم کیا جائے۔ ☆پاکستان کے تاریخی شہر جھنگ کو مسلسل نظر انداز کیا گیا ہے۔ اسے فوری طور پر ڈویژن کا درجہ دیا جائے۔ نیز ضلع جھنگ کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو روزگار فراہم کیا جائے۔ ☆جھنگ پوسٹ گریجوایٹ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ ☆موضوعہ کندیانہ بستی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ ☆ضلع جھنگ کے سینٹری ورکرز کو فوری ملازمت پر بحال کیا جائے۔ ☆حکومت کے اعلان کردہ اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق غیر ہنرمند مزدوروں کو کم از کم تنخواہ 7 ہزار روپے پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ☆پنجاب میں لیبر انسپکشن پر عائد کردہ پابندی فی الفور ختم کی جائے۔ ☆کرپٹ، بددیانت اور راشی ڈپٹی ڈائریکٹر سوشل سیکورٹی طارق لنگڑیال کو فوری برطرف کیا جائے۔ ☆ملکی و بین الاقوامی لیبر قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ☆ضلع جھنگ میں دیگر شہروں کی طرح لیبر کالونیاں اور ورکرز ویلفیئر سکولز اور سوشل سیکورٹی ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جائے۔

ورنہ ہر ضلع کی سطح پر بیداریٔ مزدور تحریک کا آغاز کیا جائے گا جو انقلاب کا پہلا قطرہ ثابت ہوگا۔

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا مقصد پاکستان کے محنت کش طبقہ کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے معاشی، سماجی و سیاسی حقوق کا تحفظ کر سکے۔ "لیبر ایجوکیشن" تنظیم کا ماہانہ نیوز لیٹر ہے۔